بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد ۱۷ — شمارہ ۳۱

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. P. 61

شرح چندہ
سالانہ روپے
ششماہی روپے
ممالک غیر روپے
فی پرچہ پیسے

۱۲ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ | یکم ظہور ۱۳۴۷ ہجری شمسی | یکم اگست ۱۹۶۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان - ۳۰ وفا - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۵ وفا کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

قادیان ۳۱ وفا - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال تین ہفتوں کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور بخیریت واپس لائے۔ آمین

ہفتہ زیرِ اشاعت وقفہ وقفہ سے بارش ہوتی رہی۔ کل سارا دن زور کا مینہ برسا۔ اور آج مطلع صاف رہا۔ اور سارا دن اچھی دھوپ رہی۔

مصر کی نئی کتاب اَلمذاہب الاسلامیہ میں جماعت احمدیہ کا ذکر

"قادیانی فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے" (پروفیسر ابوزہرہ)

"انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا ہمارے نزدیک زیادتی ہے" (پروفیسر محمد)

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ

کتاب اسلامی مذاہب

جامعہ قاہرہ کے پروفیسر الشیخ المحترم محمد ابو زہرہ نے ایک کتاب المذاہب الاسلامیہ نامی عربی زبان میں شائع کی ہے اس کا اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد صاحب حریری ایم اے لائل پور نے کیا ہے فاضل مترجم نے بعض جگہ مصنف سے اختلاف بھی کیا ہے۔ اور اس اختلاف کا ذکر حواشی میں کر دیا ہے مثلاً ایک جگہ لکھا ہے کہ:-

"مصنف کا یہ قول مبالغہ آمیزی پر مبنی ہے" (ص۲۸۳ حاشیہ)

اس وقت ہمارے سامنے اصل عربی تصنیف نہیں ہے صرف مترجم کا اردو ترجمہ اسلامی مذاہب پیشِ نظر ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کتاب فرقہائے اسلامیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک حد تک مفید کتاب ہے۔ ہماری نظر میں یہ صحیح تحقیقی طریق نہیں ہے جو مصنف نے بعض جگہ محض مستشرقین کے بیانات پر بنیاد رکھ دی ہے اور اصل مصادر کی طرف رجوع نہیں کیا۔ تاہم مجموعی طور پر کتاب کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا

ایک مفید تحقیق

ایک نہایت مفید تحقیقی بات مصنف نے یوں تحریر کی ہے کہ:-

"قدیم مذاہب کے بہت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ان میں یہود و نصاریٰ بھی تھے اور مجوسی بھی۔ ان کے اذہان و قلوب پر سابقہ مذاہب کے افکار و آراء مسلط رہتے تھے چنانچہ وہ حقائقِ اسلامیہ پر اپنے سابقہ اعتقادات کی روشنی میں غور و فکر کرتے تھے۔ انہوں نے اسلام میں بھی وہ مباحث کھڑے کر دئے جو ان کے یہاں عام طور پر شائع و ذائع تھے۔ ..... اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ ان نو وارد لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو خلوصِ دل سے ایمان لائے تھے تاہم وہ سابقہ معتقدات کو اپنے دماغ سے باہر نہ نکال سکے کچھ ایسے بھی تھے جو بظاہر دائرۂ ایمان و اسلام میں داخل ہوئے مگر باطن کافر کے کافر رہے۔ اسلام کے مدعی وہ صرف اس لئے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے عقاید میں بگاڑ پیدا کریں اور اپنے افکارِ باطلہ ان کے ذہنوں میں جاگزیں کر دیں۔"

(اسلامی مذاہب صفحہ ۲۷-۲۸)

اس حقیقت کے پیشِ نظر اگر عام مسلمانوں کے معتقدات کا قرآن مجید کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ آسمانوں پر حیاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کے خیال کو اسی ذیل میں داخل کرنا پڑے گا۔ جن کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے بہرحال فاضل مصنف نے اپنے قارئین کی ایک عمدہ رہنمائی کی ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا ذکر

کتاب "اسلامی مذاہب" کے آخری حصہ میں جماعتِ احمدیہ کا بھی ذکر ہے چونکہ مصنف کو سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کے براہِ راست مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ اور اردو کتب کو تو پڑھنے پر وہ قادر بھی نہیں تھے اس لئے اس ضمن میں ان کی معلومات پوری صحیح نہیں ہیں۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی طرف متعدد غلط باتیں منسوب کر دی ہیں اور کئی غلط عقاید کا انہیں معتقد قرار دے دیا ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ اپنی ذات میں حلولِ باری تعالیٰ کے قائل تھے۔ یہ خیال حضرت بانی سلسلہ کی تحریرات کے صریح مخالف ہے ایسی ہی کئی مثالیں ہیں جن کا تفصیلی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ فی الحال تو ہم اس کتاب پر سرسری نظر ڈال رہے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ اور ختمِ نبوت

فاضل مصنف نے لکھا ہے:-

"بیشک قادیانیوں کے افکار و آراء مسلمانوں کے اجماعی عقاید کے خلاف ہیں۔ مسلمان عہدِ نبوی سے لے کر آج تک اس بات کے معتقد رہے ہیں کہ نبی کریم قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ نے صراحتاً فرمایا تھا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"

(ص ۳۱۱)

دوسری جگہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:-

"مرزا صاحب رسالت کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ نئی رسالت نبی کریم کے خاتم الانبیاء ہونے کے منافی نہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے بعد جتنے نبی آئیں گے ان کی نبوت پر آنحضور کی مہر ہوگی اور وہ آپ کی شریعت کی تجدید و اصلاح کے لئے آئیں گے" (ص ۳۰۷)

فاضل مصنف نے جماعت احمدیہ کے اس عقیدہ کے سلسلہ میں کتاب حقیقۃ الوحی کتاب کشتی نوح اور کتاب تجلیاتِ الٰہیہ کے حوالے نقل کئے ہیں جنہیں مترجم نے اصل کتابوں سے درج کرنے کی بجائے عربی سے اپنے الفاظ میں ترجمہ کیا ہے ان میں ایک حوالہ یوں درج کیا گیا ہے:-

"نبی کریم خدا کے رسول افضل الانبیاء اور خاتم الرسل تھے۔ آپ کے بعد صرف وہی نبی آ سکتا ہے جو آپ کا تابع ہو اور ظلی کی حیثیت رکھتا ہے"

(ص ۳۰۸)

(باقی صفحہ آٹھ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان۔ مورخہ یکم ظہور ۱۳۴۷ ہش

جلوۂ نور ـــــ اور اہل پیغام کی بیمار آنکھ

گزشتہ اشاعت میں اسی صفحہ پر ہم غیر مبایعین کے ہفت روزہ انگریزی اخبار لائٹ کے ایڈیٹر محترم مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کے ایمان افروز اور روح پرور تاثرات شائع کر چکے ہیں جن کا اظہار موصوف نے ۲۵ جون کو مری کے مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد فرمایا۔ فی الواقع یہ ایک روح پرور نظارہ تھا جیسا کہ خاں صاحب نے اپنے تاثرات کا یہی عنوان دیا۔ ایسا نظارہ صرف وہی دیکھتے ہیں جو اپنے اندر روحانی بصیرت رکھتے ہوں مگر جو لوگ اس نعمت سے محروم و بے نصیب ہیں وہ نہ تو اس کی لذت محسوس کرتے اور نہ اس کی کچھ قدر جانتے ہیں۔ بلکہ بعض قسم کی ظلمتوں میں محجوب ہونے کے سبب بسا اوقات نبیٔ وقت جیسی بلند شخصیت کو بھی ازراہِ تحقیر کہہ دیا کرتے ہیں :-

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ... وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ (سورۃ ہود آیت ۲۸)

(ہم تجھے اپنے جیسے ایک آدمی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے ...... اور نہ ہم اپنے اوپر تمہاری کسی قسم کی کوئی فضیلت دیکھتے ہیں۔ بلکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو) نعوذ باللہ من ذالک

مخالفین کی ایسا طریق اختیار کرنے میں تمام تر غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح ان نیک اثرات کو زائل کر دیں جو سعید روحوں پر مترتب ہو رہے ہوتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید ہمیشہ ہی روحانی شخصیتوں کے شاملِ حال رہی ہے اس لئے ہر قسم کے مخالفانہ منصوبے ناکام و نامراد رہتے ہیں۔ ایسی مخالفت سلسلہ کو کسی طرح کا نقصان پہونچانے کی بجائے اس کی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے جاتی ہے اور روحانی شخصیت کی قدر و منزلت مخلوق کے دلوں میں بڑھتی چلی جاتی ہے ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

خاں صاحب کے یہ تاثرات جہاں مخلصین کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئے وہاں اہلِ پیغام ان پر بہت برہم ہوئے۔ اور ان پر خاں صاحب کی حق گوئی سخت ناگوار گزر رہی ہے۔ چنانچہ ادھر ۱۸ جولائی کے الفضل میں یہ تاثرات شائع ہوئے ادھر پیغام صلح لاہور کے ۱۷ جولائی کے پرچہ میں بطور ضمیمہ گجرات کے ایڈووکیٹ جناب محمد حسن صاحب چیمہ کا ایک مضمون بعنوان "چمکتا سورج یا دکھتی آنکھ" شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں جناب چیمہ صاحب نے ایک طرف تو خاں صاحب کو جی بھر کر کوسنے دئے ہیں کہ کیوں ان لوگوں کی منشاء کے خلاف حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیلئے گئے اور پھر ایسے شاندار الفاظ میں تاثرات کا اظہار کیا جس نے ان کی بیمار آنکھ کو چندھیا دیا۔ اور ان کے جگر کو پارہ پارہ کر دیا !! اور دوسری طرف جماعتِ مبایعین اور ان کے محبوب امام کے بارہ میں اس بغض و عناد کا ثبوت پیش کیا ہے، جو منکرینِ خلافت کے دلوں میں بھرا پڑا ہے۔ اور ساتھ ہی حسبِ عادت اپنی مخصوص تکنیک سے عام مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف مشتعل کرنے اور بھڑکانے کی کوشش کی ہے۔

آج کی صحبت میں ہم چیمہ صاحب کے اسی قلمی شاہکار کا معقولی رنگ میں جائزہ لینا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ بیمار طبیعت کو کس طرح عمدہ اور مرغن غذا بھی ناموافق ہوتی اور بیمار آنکھ کیلئے روشنی اور نور تکلیف کا باعث بن جاتے ہیں۔

جناب چیمہ صاحب کو پہلے نمبر پر تو اس بات کا غم لگا ہوا ہے کہ خاں صاحب کے تاثرات کی اشاعت کے لئے الفضل نے اپنا تیسرا صفحہ پورے کا پورا کیوں وقف کر دیا۔ (اور شاید ہمارے متعلق بھی یہ شکوہ ہو کہ ہم نے اسے اپنے ایڈیٹوریل میں جگہ دے دی)

حقیقت میں یہ سب حسد اور بغض ہے جو اہلِ پیغام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ کی ذات سے ہے۔ چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں ان مقدس وجودوں کے بارہ میں گند بھرا ہوا ہے اس لئے وہ اس بات کو برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص بھی خواہ حق بات ہی کیوں نہ ہو تعریفی رنگ میں حضور علیہ السلام کی ذریتِ طیبہ کی طرف منسوب کر کے بیان کرے۔ یہی وجہ ہے کہ خاں صاحب کے یہ تاثرات ان سب کی برہمی اور برافروختگی کا باعث ہوئے ہیں۔ ورنہ بات کوئی ایسی نہیں جو ان کو اس طرح بیکل کر دے

دوسرے نمبر پر جناب چیمہ صاحب، خاں صاحب کی اس حق گوئی پر بہت زیادہ سیخ پا ہوئے ہیں جس میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ لکھ دیا کہ حضور کے نورانی چہرے کو دیکھ کر یوں احساس ہوا کہ گویا افق سے روحانیت کا چاند طلوع ہوا ہے

غضب ہو گیا ! انہیں کے ایک ساتھی اور اہلِ پیغام کے سابق امیر مولوی محمد علی صاحب کے ہم زلف کی نگاہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو افق سے روحانیت کا چاند طلوع ہوتا ہوا کیوں دیکھنے لگی۔ اور پھر ان کی قلم اور زبان سے بے ساختہ آپ کے متعلق نورانی چہرہ کے الفاظ کیوں استعمال ہوئے

نہ صرف یہ بلکہ خاں صاحب تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بلند پایہ شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کو اسی وقت خیال آیا کہ جماعتِ احمدیہ کے دوستوں کو مبارکباد دیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا بلند پایہ امام دیا ہے اور اسی غرض کے لئے انہوں نے چند سطور الفضل میں شائع ہونے کے لئے بھیج دیں۔

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کے یہ تاثرات ہی ہیں جو منکرین خلافت کے ایوان پر برقِ خاطف بن کر گرے اور چیمہ صاحب کے دل و دماغ پر کاری ضرب لگی۔ اور یہ تو ظاہر امر ہے کہ خاں صاحب کے بیان کردہ تاثرات ایک وجدانی کیفیت کا بیان تھا۔ اور صاحب حال ہی اس کی حقیقت اور کُنہ کو جانتے ہیں۔ مگر جس شخص کو ایسے وجدان سے کچھ حصہ نہیں ملا۔ یا اس کی آنکھ ایسی روحانی بصیرت سے بے خبر ہے۔ وہ نہ تو اس کیفیت سے لطف اندوز ہو سکتا ہے اور نہ ایسے نظاروں کی قدر اس کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔

چنانچہ جناب چیمہ صاحب کی اپنی بے ذوقی اور روحانیت سے بے بصیرتی کا واضح ثبوت وہ فقرہ ہے جس پر چیمہ صاحب نے زیرِ نظر قلمی شاہکار کو ختم کیا ہے۔ چیمہ صاحب، خاں صاحب کے بارہ میں طنزاً لکھتے ہیں :-

"بہر حال ہم خوش ہیں کہ ہمارے دوست نے ربوہ میں کسی نور کی جھلک دیکھی خدا کرے کہ وہ نور سراپا نور ہو کر دنیا کی آنکھوں کا سرور بن جائے۔ ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ خاں صاحب کو آشوبِ چشم کی وجہ سے یہ نظارہ دیکھنا نصیب ہوا۔ اور یہی حقیقت ہم نے اس مضمون کے عنوان میں سمو دی ہے۔"

جناب چیمہ صاحب! چاند پر تھوکنے والا چاند کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ ہاں اپنا ہی منہ گندہ کر لیتا ہے۔ خدا نے جسے نورانی چہرہ بخشا وہ تو فی الواقع سراپا نور بن کر دنیا کی آنکھوں کا سرور بن رہا ہے اور بنتا رہے گا۔ مگر افسوس کہ منکرین خلافت کی اپنی بیمار آنکھ روحانی بیماری کی وجہ سے ان انوار کو دیکھنے سے محروم و بے نصیب ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جناب چیمہ صاحب ایک تنگ منطقی کی طرح خاں صاحب کے تاثرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دریافت کرتے ہیں :-

"وہ ان چند سطروں میں خلیفہ صاحب کے کسی علم و فضیلت کا ذکر نہیں کرتے کسی قلب کو سکون دینے والی تقریر کا حوالہ نہیں دیتے۔ دلائل کی کسی ایسی موج کا ذکر نہیں کرتے جس کی طغیانیاں مخالف کے عقاید کو بہا کرلے جائیں۔"

(باقی صفحہ بارہ پر)

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کردیگا

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوٰئے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے وہ جو کسی ابتلاء سے ٹھوکر کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بد بختی اسے جہنم تک پہونچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو آخر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

(الوصیت صفحہ گیارہ)

کوشش، تدبیر اور دعاؤں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ قرآنی انوار حاصل کرنے کی کوشش کرو

منافقین کے شر سے بچنے کے لئے کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کی خدائی ہدایت پر عمل کرنا ضروری ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵ جولائی ۱۹۶۸ء / ۵ وفا ۱۳۴۷ ہش

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
گزشتہ دنوں تین چار بیماریاں اکٹھی آ گئی تھیں جن کے نتیجہ میں کافی کمزوری واقع ہو گئی - جو ابھی تک جاری ہے - بلکہ اس سفر کی گرمی اور پھر یہاں کی گرمی کے نتیجہ میں کمزوری میں اضافہ ہو گیا ہے اس لئے میں ایک تو احباب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ

میری صحت کیلئے دعا کریں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے صحت عطا کرے اور ان ذمہ داریوں کو کماحقہٗ نبھانے کی توفیق عطا کرے جو اس نے میرے کندھوں پر ڈالی ہیں - دوسرے اس وقت میں بڑے ہی اختصار کے ساتھ ان بھائیوں اور بہنوں سے مخاطب ہونا چاہتا ہوں جو قرآن کریم سیکھنے کے لئے مختلف مقامات سے یہاں جمع ہوئے ہیں - اوّل تو میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نیتوں میں خلوص پیدا کرے اور آپ کی کوششوں کو قبول کرے اور آپ کی دعاؤں کو سن کر زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کے معارف سیکھنے کی آپ کو توفیق عطا کرے اور جب آپ واپس اپنے گھروں کو جائیں تو ان معارف کو زیادہ سے زیادہ اشاعت کی اس کے فضل سے توفیق پائیں

دوسری بات

میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آیات کی تفسیر بڑی وضاحت سے کی ہے کہ اس مادی دنیا میں تدبیر اور مادی اسباب سے کام لینا ضروری ہے

جو شخص

اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق

کوشش اور تدبیر نہیں کرتا وہ ناشکرا بھی ہے اور ایک معنے میں مشرک بھی ہے - پس کوشش اور تدبیر ایک مومن کے لئے نہایت ہی ضروری فریضہ ہے - وہ جو اپنے خدائے رحیم کو پہچانتے نہیں وہ اس رنگ میں کوشش اور تدبیر کو فریضہ نہیں سمجھتے - وہ اپنے مطلب کے لئے جائز اور ناجائز کوششیں کرتے رہتے ہیں لیکن ایک مومن

خدا کے بتائے ہوئے طریق پر

جائز کوشش اور تدبیر کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھتا ہے

پس آپ پوری توجہ کے ساتھ قرآن کریم کے سیکھنے کی کوشش کریں - اور اپنے وقت کو ضائع نہ کریں بلکہ اپنے ان قیمتی لمحات میں قرآن کریم کے انوار سے زیادہ سے زیادہ منور ہونے اور اس کے معارف کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ہمیں اسلام نے یہ بھی بتایا ہے کہ کوشش کا نتیجہ خدائے رحیم نکالتا ہے - اور

کوشش اور تدبیر

مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ ہم اپنے خدائے رحیم کے سامنے عاجزانہ جھک کر اس سے یہ دعائیں نہ کرتے رہیں کہ کوشش اور تدبیر تیرے کہنے کے مطابق ہم نے کرنی ہے - مگر ہم جانتے ہیں کہ اس کا وہ نیک نتیجہ جو ہم چاہتے کہ نکلے نکل نہیں سکتا - جب تک

تیرا رحم اور تیرا فضل

ہمارے شامل حال نہ ہو - پس بہت دعائیں کریں اور جس مقصد کے لئے آپ یہاں جمع ہوئے ہیں اس مقصد کو آپ حاصل کر سکیں

یہاں جماعت احمدیہ کا مرکز ہے

اور

الٰہی سلسلوں میں منافقوں کا وجود

اللہ کی نگاہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے - اسی لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جہاں ہزاروں لاکھوں فدائی تھے جاں نثار تھے - اللہ تعالیٰ کی معرفت پوری طرح رکھنے والے تھے اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاننے والے تھے - وہ ہر چیز اس پر

قربان کرنے کیلئے

تیار تھے وہاں انتہائی طور پر منافق لوگوں کا وجود بھی تھا - یہاں تک کہ مدینہ میں رہنے والے اور ایک مسلمان کہلانے والے نے یہاں تک کہہ دیا کہ جو زیادہ معزز ہے (یعنی وہ خود) وہ اس کو جو سب سے زیادہ ذلیل ہے (نعوذ باللہ) مدینہ سے باہر نکال دے گا پس اس قسم کے منافق بھی مدینہ میں موجود تھے - ہمارے ہاں بھی ہیں جماعت میں بھی ہیں اور ربوہ میں بھی ہیں - اور ان سے بچنے کے لئے ہی

خدا کی طرف سے آپ کو یہ ہدایت ہوئی ہے

کہ

کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ

اگر الٰہی سلسلہ کے سارے لوگ ہی صادقین کے گروہ میں ہوتے تو اس تنبیہ اور ذکر کی ضرورت نہیں تھی - آپ یہاں آنے اور جس سے بھی آپ ملتے - وہ صادقین میں ہی شامل ہوتا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق صدق و وفا کا ہوتا - لیکن چونکہ بعض روحانی مصالح کے پیش نظر کفر کے ساتھ نفاق کو بھی ان فی ترقیات کے لئے

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں

ضروری سمجھا گیا ہے اس لئے الٰہی سلسلوں میں منافق پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب پیدا ہوئے تو اب کون ہے جو یہ دعوٰے کر سکے کہ میں اتنا بڑا ہوں کہ میری زندگی میں منافق نہیں ہو سکتے کیونکہ جس قدر کوئی بڑا ہے وہ اس نسبت میں بڑا ہے کہ وہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور عشق

اور فدائیت کا تعلق رکھتا ہے اس لئے اگر اس کے آقا کی زندگی میں منافق تھے تو اس کی زندگی میں بھی، اگر اس پر کوئی ذمہ داری کا کام ڈالا گیا ہے منافق ہیں اور رہیں گے - اس لئے جب تک آپ (جو باہر سے یہاں آئے ہیں) یہاں رہیں کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کو بھی یاد رکھیں - اور منافق کی منافقانہ چالوں سے بچتے رہیں آپ کو بیدار رکھنے کے لئے منافق کو پیدا کیا جاتا ہے وہ خود تو جہنم میں جاتا ہے لیکن آپ کے لئے

جنت کی راہوں کی نشان دہی

کرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو منافق کے شر سے محفوظ رکھے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان عاجزانہ دعاؤں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے حضور قبول ہو جائیں اور جن کے نتیجہ میں ہماری تدبیر کامیاب ہو اور جس مقصد کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس مقصد میں ہم بامراد ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں۔ آمین

(الفضل ۳۰ روفا ۱۳۴۷ ہش)

قسط ۳

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب مولف اصحاب احمد

ایک اعجاز نما نصرتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ ذوالعجائب ہے اپنے بندوں کے لئے وہ خلقِ اسباب کرتا ہے چراغدین جمونی نے احمدیت ترک کی اور رسول ہونے اور عیسائیوں اور مسلمانوں میں مصالحت کرانے کا دعوےٰ کیا۔ اور حضور کو اپنے شیطانی الہامات کے مطابق ایک کتاب میں دجال لکھا کہ جنہیں ... نابود کرنا اس کے ذمہ ... ہے۔ ایک سال بعد ایک دوسری کتاب کا مضمون کاتب کے حوالہ کیا جس میں مباہلہ کا مضمون تھا۔ ابھی کا پیاں پتھر پر چھپی نہ تھیں کہ پہلے اس کے دونوں بیٹے اور پھر وہ طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے اس کے غارت ہونے اور اس پر غضب نازل ہونے کی خبر دی تھی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے مزید حالات دریافت کئے تو حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی نے تحریر کیا کہ چراغدین جمونی کی کتب عیسائیوں نے اپنے خرچ سے شائع کی تھیں۔ عیسائی اس کے بہت مداح تھے بچے مرنے پر اس نے لوگوں سے کہا کہ اب خدا بھی میرا مخالف ہو گیا ہے۔ اس پر مجھے کوئی امید نہیں۔ اس کی حالت یہاں تک گری ہوئی تھی کہ اس کی اور اس کے بچوں کی تدفین کے لئے چندہ کیا گیا۔ اس کی عورت پر لوگ یاری آشنائی کا الزام لگاتے تھے۔

یہ خط اخبار بدر میں شائع ہوا تو قاضی صاحب نے لکھا کہ میں نے یہ خط پرائیویٹ طور پر لکھا تھا نہ کہ اخبار کے لئے۔ اب عیسائی وغیرہ مجھ پر مقدمہ دائر کروانے پر آمادہ ہیں۔ مقدمہ کے لئے میرے پاس روپیہ نہیں۔ حضور دعا فرمائیں۔ حضرت اقدس نے اس پر رقم فرمایا:۔

"اس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے
اور اس کا جواب لکھ دیا جاوے کہ
اب صبر سے خدا تعالیٰ پر توکل کریں
دعا کی جائے گی۔"

ہوا یہ کہ مقدمہ کی ساری تیاری مکمل ہو گئی۔ عین جس دن دعوےٰ قاضی صاحب پر دائر ہونا تھا معلوم ہوا کہ یہ عورت کسی کے ساتھ نکل کر غائب ہو گئی ہے۔ اس طرح مخالفوں کی ساری کارستانی پر پانی پھر گیا بلکہ جس امر کے متعلق دعوےٰ دائر ہونا تھا وہ خود ہی علی الاعلان ثابت ہو گیا۔

حضورؑ نے قاضی صاحب والے خط پر رقم فرمایا تھا کہ بہت محفوظ رکھا جائے۔ تقسیم ملک کے وقت کے حالات میں جب اچانک آپ کا مکان بلکہ محلہ خالی ہوا تو یہ خط اور حضور کے اور خطوط ایک تھیلے میں گھر میں پڑے رہ گئے۔ اکتالیس بیالیس سال کے بعد پھر ایک ایمان افروز نشان اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ ایک غیر مسلم قاضی صاحب کے ایک فرزند کے پاس آئے اور کہا کہ گھر سے آپ نے کچھ لانا ہو تو میں ساتھ چلتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر جا کر یہ تھیلا لے آئے۔ اور قاضی صاحب کے گھرانہ میں اکسٹھ سال سے یہ مکتوب محفوظ ہے۔

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۱)

گانے بجانے کی ناپسندیدگی

مغربی تہذیب نے ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ گانا بجانا فی زمانہ عام کر دیا ہے۔ قاضی صاحب موصوف کی ہمشیرہ محترمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ (خلیفہ ثانی) کی شادی پر مانگنے کے لئے ایک عورت نے آکر ڈھول بجانا شروع کر دیا۔ حضور نے آواز سنتے ہی فرمایا کہ اسے کہو ڈھول نہ بجائے اور بند کراؤ۔ اور جو کچھ مانگتی ہے اسے دے دو۔ چنانچہ ڈھول بند کرا دیا گیا۔ اور اسے چار پانچ روپے دے دئے گئے۔ پھر اس نے لحاف طلب کیا وہ بھی حضور نے دلوا دیا۔

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۱۴۲)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک تقریب کے گاؤں میں حضور شادی کی تقریب پر بعض افراد کے اصرار پر تشریف لے گئے۔ قریب پہنچے تھے کہ گانے بجانے کی آواز آئی جو سنتے ہی حضور لوٹ پڑے اور ان لوگوں کی التجا کے باوجود شریک نہ ہوئے (اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۰۳)

جماعت کی آیندہ ترقی

حضرت اقدسؑ نے جماعت کی ابتدائی کمزور حالت اور بعد میں ہونے والی ترقی کے متعلق بروایت حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ فرمایا کہ میں ایسی حالت میں تم سے گزر جاؤں گا جب کہ جماعت کی حالت ایسی ہوگی جیسی کہ ایک ماں جو سات دن کا بچہ چھوڑ کر فوت ہو جاتی ہے۔ جیسی حالت اس کمزور اور ناتواں بچے کی ہوتی ہے ایسی حالت میری وفات کے وقت میری جماعت کی ہوگی مگر اللہ تعالیٰ خود اس جماعت کی پرورش کرے گا۔ اور اس کو ترقی دے گا۔ یہ جماعت بڑھے گی اور پھیلے گی۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ ہوگا۔ کیونکہ یہ اس کی جماعت اور اس کا سلسلہ ہے۔ اس پر ہم سب لوگ آبدیدہ ہو گئے۔ (الحکم ۷ اگست ۱۹۳۵ء و اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ ۱۲۹)

روز بروز جماعت کی ترقی دن دوگنی اور رات چوگنی ہو رہی ہے۔ اور حضور کی بات پوری ہو کر باعث ازدیادِ ایمان ہو رہی ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ

حضور کی شفقت

حضور کیسے رحیم کریم تھے۔ اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ نے بیان کیا کہ ۱۸۹۷ء میں مجھے تپ محرقہ ہوا۔ ایک دن عشاء کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ مجھے دیکھنے آئے۔ اور حضرت حکیم قطب الدین صاحب سے کہا کہ میرے بچنے کی اب کوئی امید نہیں۔ میری ساس سن رہی تھیں وہ دوڑی دوڑی حضرت اقدس علیہ السلام کے پاس گئیں اور عرض کیا۔ فرمایا مولوی صاحب سے کہو کہ توجہ سے علاج کریں۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب تو ناامید ہیں۔ فرمایا میں دعا کرتا ہوں وہ اچھا ہو جائے گا تو سر اٹھاؤں گا۔ حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحبؓ جالندھری بیان کرتے تھے کہ صبح حضور نے فرمایا کہ پتہ لاؤ۔ مجھے تسلی دی گئی ہے۔ کہ اچھا ہے۔ چنانچہ میں گیا تو علم ہوا کہ خون کے دست آئے ہیں مگر شفا ہو گئی ہے۔

(اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰-۱۵۱)

چنانچہ مفتی صاحب اس کے بعد سینتیس بیالیس سال زندہ رہے۔

صحابہ کرام کی باہمی محبت اور حضورؑ کی شفقت کا اس روایت سے بھی علم ہوتا ہے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تقریباً ایک ماہ قادیان میں ٹھہرا حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ سنوری بھی وہاں تھے۔ ہم نے ایک دوسرے کیلئے حضور سے واپسی کی اجازت چاہی۔ فرمایا ابھی نہ جائیں۔ اس عرصہ میں مولوی صاحب کو گھر سے لڑکے کی ولادت کی اطلاع ملی اجازت چاہی۔ فرمایا عقیقہ کے لئے جانا لازمی نہیں۔ ساتویں دن ہمیں یاد دلا دیں اور گھر خط لکھ دیں کہ ساتویں دن اس کے بال منڈوا دیں۔ چنانچہ حضور نے عقیقہ کے دو بکرے ذبح کروائے اور فرمایا کہ گھر خط لکھ دو۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۹۵)

محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی فخرالدین صاحبؒ بیان کرتی تھیں کہ ایک دن میں علی الصباح حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے پہنچی تو حضور کو نہ دیکھ کر دادی صاحبہ (والدہ میاں شادی خاں صاحب) سے معلوم ہوا کہ حضور سو رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رات چونکہ بادل بہت تھے اور زور سے ہوا چل رہی تھی اور کچھ بوندا باندی بھی ہوتی تھی۔ حضور ساری رات دعاؤں میں مشغول رہے مبادا آج رات ہی زلزلہ آجائے اور عذاب الٰہی اہلِ عالم پر نازل ہو جائے۔ اور حضور رات بھر نہیں سوئے (غیر مطبوعہ مسودہ اصحاب احمد) اس ہمدردی کا ذکر حضورؑ نے اس شعر میں فرمایا ہے ؎

جانم گداخت از غمِ ایمانت اے عزیز
دیں طرفہ تر کہ من بگمانِ تو کافرم

ترجمہ:۔ اے عزیز! تیرے ایمان کے غم میں تو میری جان پگھل گئی لیکن یہ عجیب تر امر ہے کہ تیرے نزدیک میں کافر ہوں۔

حضور کی دعائیں

صحابہ کرامؓ کو حضور کی دعاؤں اور پھر حضور کے اقوال پر حد درجہ یقین تھا۔ مسجد احمدیہ کپورتھلہ پر مخالفین نے قبضہ کر لیا۔ احمدی جو چند ایک اور بے اثر تھے۔ انہیں شہر کے عمائد و رؤسا پر دعوےٰ دائر کرنا پڑا۔ جماعت کی شدید مخالفت تھی۔ حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ نے حضور کی خدمت میں آبدیدہ ہو کر دعا کے لئے عرض کی۔ حضورؑ نے بڑے جلالی رنگ میں فرمایا کہ اگر میں سچا ہوں اور میرا سلسلہ سچا ہے تو مسجد تمہیں ضرور ملے گی۔ سو ظاہراً خواہ خلاف منشاء ہو منشی صاحب نے حضور کی بات کا اظہار کیا۔ اور ایک ڈاکٹر سے احمدیت ترک کرنے یا قبول کرنے کی شرط بھی بندھ گئی حاکم نے خلاف فیصلہ کرنا چاہا۔ بحث وہ سن چکا تھا۔ فیصلہ کرنا باقی تھا۔ اور وہ مخالفانہ خیال کا اظہار کر چکا تھا کہ اچانک وفات پا گیا۔ سات سال یہ مقدمہ جاری رہا اور مخالفانہ حالات میں فیصلہ جماعت کے حق میں ہوا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۶۰)

حضور کا قلبِ شکور

معمولی معمولی باتوں کے بھی حضور بہت شکر گزار ہوتے تھے۔ حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ کسی نے حضورؑ

کا عصا مبارک درخت پر مارا۔ وہ اٹک گیا اسے اتارنے کی ہر کوشش ناکام رہی۔ میں نے عرض کی کہ میں اوپر چڑھ کر اتار لاتا ہوں چنانچہ لے آیا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میاں نبی بخش! آپ نے کمال کیا یہ سونٹا تو ہمارے والد صاحب کا تھا۔ آپ نے گویا ہمیں نیا لا دیا ہے۔ راستہ میں ملنے والوں سے بھی بار بار اس بارہ میں میرا ذکر کیا۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم۔ روایت نمبر ۳۰۴ ۵ و الفضل ۷ مئی ۱۹۴۲ء)

صحابہ کرام کا مقام خشیۃ اللہ

صحابہ کرام کو اپنی عاقبت کا کس قدر خیال تھا۔ ذیل کی دو روایات سے ظاہر ہے حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ بارش ہو کر تھمی تھی۔ حضور باہر سیر کو جا رہے تھے۔ میاں چراغ جو اس وقت لڑکا تھا اور بہت شوخ تھا چلتے چلتے گر پڑا۔ میں نے کہا اچھا ہوا یہ بڑا شریر ہے۔ حضرت صاحب نے جھکے سے فرمایا کہ بڑے بھی گر جاتے ہیں یہ سن کر میرے تو ہوش گم ہو گئے۔ اور بمشکل وہ سیر طے کر کے واپسی پر اسی وقت اندر گیا۔ جب کہ حضور واپس آکر بیٹھے ہی تھے۔ میں نے کہا۔ حضور میرا قصور معاف فرمائیں۔ میرے آنسو جاری تھے۔ حضور فرمانے لگے آپ کو تو ہم نے نہیں کہا۔ آپ تو ہمارے ساتھ ہیں

(ریویو آف ریلیجنز (اردو) جنوری ۱۹۴۲ء و اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۳۵)

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت سید فضل شاہ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ ایک مجلس میں حضور نے فرمایا کہ بعض دفعہ لوگوں کے دلوں کی حالت ہم پر ظاہر کی جاتی ہے۔ اس وقت بھی ظاہر کی گئی ہے۔ بعض افراد ہماری طرف پیٹھ کئے ہوئے ہیں۔ مجلس برخاست ہوئی حضور اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ میں نے اسی وقت واپس آکر کنڈی کھٹکھٹائی حضور نے دروازہ کھولا اور حیران ہو کر پوچھا۔ میں نے عرض کی کہ حضور جائے ادب ہے۔ میں قسم تو نہیں دیتا۔ البتہ اپنے متعلق پوچھتا ہوں کہ کیا میں تو پیٹھ کئے ہوئے لوگوں میں سے نہیں۔ حضور نے تبسم کرتے ہوئے یہ فرما کر کنڈی لگالی نہیں شاہ صاحب! آپ ان میں نہیں۔

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم و اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۵۲)

حضور کے ذریعہ کیسے عشاق پیدا ہوئے

صحابہ کرام میں عجیب عاشقانہ رنگ

تھا جو قربانیوں پر آمادہ کر رہا تھا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صحابہ کپورتھلہ کے تعلق میں بیان کرتے ہیں کہ ایک یورپین جو آل انڈیا وائی ایم سی اے کے سیکرٹری تھے، تحریک احمدیت کی تحقیق کے لئے ۱۹۱۶ء میں قادیان آئے۔ انہوں نے حضور کے کسی پرانے صحابی سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت منشی اروڑے خاں صاحبؓ سے ملاقات کرائی گئی۔ تو انہوں نے پوچھا آپ پر مرزا صاحب کی صداقت میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا۔؟ منشی صاحب نے جواب دیا کہ میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں اور زیادہ علمی دلائل نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحبؑ کی ذات تھی جس سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانتدار اور اللہ پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ میں تو ان کے منہ کا بھوکا ہوں مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں۔ یہ کہہ کر آپ حضور کی یاد میں اس قدر بے چین ہو گئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اس یورپین کا یہ حال تھا کہ اس کے چہرہ کا رنگ سفید پڑ گیا اور بعد میں اس نے اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کر کے لکھا کہ جس شخص نے اپنی صحبت میں اس قسم کے لوگ پیدا کئے ہیں اسے ہم کم از کم دھوکے باز نہیں کہہ سکتے۔

(الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۴۱ء و اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۶۴ و ۶۵)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت اقدسؑ نے مجھ سے کہا کہ ایک اشتہار کے شائع کرنے کی اہم ضرورت ہے۔ ساٹھ روپے درکار ہیں کیا آپ کی جماعت انتظام کر سکے گی؟ عرض کی انشاء اللہ کر سکے گی۔ اور کپورتھلہ پہونچ کر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کر کے جاکر جماعت کی طرف سے روپیہ دے دیا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو دعا دی چند دن بعد منشی اروڑے خاں صاحب کے آنے پر حضرت صاحب نے خوشی کے ساتھ ذکر کیا کہ آپ کی جماعت نے ضرورت کے وقت امداد کی۔ منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا کونسی امداد؟ اور معلوم ہونے پر عرض کی کہ منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے نہ ہی جماعت سے اس کا ذکر کیا۔ اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا اس نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہے۔ منشی اروڑا صاحب میرے پاس آئے اور سخت ناراضگی میں کہا کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ میں نے کہا تھوڑی سی رقم تھی میں نے اپنی بیوی کے زیور سے پوری کردی۔ مگر ان کا غصہ کم نہ ہوا۔ اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے یہ [illegible] مجھے نہیں بتایا۔ اور نصف سال تک مجھ سے ناراض رہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس پر فرماتے ہیں کہ اللہ اللہ! یہ فدائی لوگ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہوئے ذرا غور فرمائیں کہ حضرت صاحب جماعت سے امداد طلب فرماتے ہیں مگر ایک اکیلا شخص اور غریب شخص اٹھتا ہے اور جماعت سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا زیور فروخت کر کے اس رقم کو پورا کر دیتا ہے۔ اور پھر حضرت صاحب کے سامنے رقم پیش کرتے ہوئے یہ ذکر تک نہیں کرتا کہ یہ رقم میں دے رہا ہوں یا کہ جماعت۔ تاکہ حضرت صاحب کی دعا ساری جماعت کو پہونچے اور اس کے مقابل پر دوسرا فدائی یہ معلوم کر کے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور میں اس خدمت سے محروم رہا ایسا پیچ و تاب کھاتا ہے کہ اپنے دوست سے چھ ماہ تک ناراض رہتا ہے۔ کہ تم نے حضرت صاحب کی اس ضرورت کا مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا

(الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۴۱ء و اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۶۹ تا ۷۰ و صفحہ ۹۲)

جو احباب حضور سے زیادہ محبت رکھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ انہیں فیضیاب ہونے کا زیادہ موقع عطا کرتے تھے۔ اور کیا شک ہے کہ یہی صحابہ آسمانِ روحانیت کے ستارے ہیں جن کی اقتداء باعث ہدایت ہے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے جالندھر میں زیادہ عرصہ قیام رکھا۔ تو دوست احباب کثیر کر چلے جاتے تھے لیکن میں اور حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ سنوری ٹھیرے رہے ایک دن ایک دوسرے کے لئے اجازت لینے کا ہمارا ارادہ تھا۔ صبح حضور سیر کے لئے تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا لو جی میاں عبداللہ صاحب اور منشی صاحب اب تو ہم، آپ ہی رہیں گے اور دوست تو چلے گئے۔ [illegible] بس پھر ہم خاموش ہو گئے اور ٹھہرے رہے۔ (جلد مذکور صفحہ ۱۰۱)

آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور کے ہاں ایک عقیقہ یا اور کوئی تقریب تھی۔ منشی اروڑا صاحب اور محمد خاں صاحب اور میں نے حضور کو لکھا کہ ہمیں اس کی اطلاع نہیں آئی۔ اور ہمیں شرف شمولیت نہیں ملا۔ اس کا ہمیں صدمہ ہے۔ اس پر آپ کا خط ہم تینوں کے نام آیا کہ واقعی آپ کو صدمہ ہوا ہوگا۔ مولوی عبدالکریم صاحب کو سہو ہو گیا۔ اس کا مجھے بھی قلق ہے۔ (۷ صفحہ ۱۴۹)

صحابہ کرام کے عشق کے تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت منشی اروڑے خاں صاحب کا بیان کردہ واقعہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میں بھی وہیں تھا۔ منشی صاحب بیان کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام سے ہم نے ایک دفعہ عرض کیا کہ کپورتھلہ تشریف لائیں حضور نے وعدہ فرمایا۔ میں ایک دوکان پر بیٹھا تھا کہ ایک شدید ترین دشمن اڈے کی طرف سے آیا اور کہنے لگا تمہارا مرزا کپورتھلے آگیا ہے میں خوشی میں ننگے سر اور ننگے پاؤں اڈہ کی طرف بھاگا چونکہ خبر دینے والا شدید ترین مخالف تھا جو ہمیشہ احمدیوں سے تمسخر کرتا تھا تھوڑی دور جاکر خیال آیا کہ اس نے شرارت کی ہوگی مجھ پر جنون سا ہوگیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ نہ معلوم حضرت صاحب تشریف لائے ہیں یا نہیں۔ میں کھڑا ہوگیا۔ اس دشمن کو [illegible] برا لگا کہنے لگا کہ تو کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اور ہمیشہ ہنسی کرتا ہے۔ بھلا ہماری قسمت کہاں کہ حضرت صاحب یہاں آئیں۔ اس نے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں اور جاکر دیکھ لیں۔ اسی طرح کئی بار میں ٹھہر کر [illegible] مگر وہ یہی جواب دیتا۔ اور [illegible] یہ بھی کہا وقت ضائع نہ کرو اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ [illegible] کی طرف جو دیکھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے تھے۔ (الفضل ۸ اگست ۱۹۴۴ء و اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ [illegible])

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفہ اولؓ) نے بعض [illegible] غفلت پر تنبیہ کے طور پر کچھ لکھا۔ حضرت میاں محمد خاں صاحب اسے اپنے متعلق سمجھے جب یہ بات حضرت [illegible] تک پہنچی تو آپ نے خاں صاحب کو تحریر فرمایا:

"[illegible] منشی محمد اروڑا صاحب معلوم ہو کہ آں محب نے حکیم مولوی نورالدین صاحب کی تحریر کو اپنی نسبت خیال کیا ہے مگر [illegible] ایسا نہیں ہے آپ تو [illegible] مخلص ہیں اور میں آپ کو اور اپنی اس تمام مخلص جماعت کو ایک وفادار اور صادق گروہ یقین رکھتا ہوں اور مجھے آپ سے اور منشی اروڑا صاحب اور دوسرے کپورتھلہ کے بہت دوستوں سے دلی محبت ہے۔ پھر کیونکر ہو کہ ایسی جماعت کی نسبت کوئی ناگوار کلمہ منہ سے نکلے میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا میں اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور آپ نے [illegible] میں جو بہت ہی کم ہیں آپ نے وفا محبت کے ساتھ کیا اور ہر ایک موقع ..."

مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی کی تصنیف "قادیانیت"

اور مولوی صاحب کی عالمیت کی حقیقت!

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قسط ۲

آگے ندوی صاحب لکھتے ہیں :-

"دیرینہ مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مدیر اہلحدیث پیش پیش اور نمایاں تھے"

مولوی ندوی صاحب نے یہ بات سراسر خلافِ واقعہ لکھی ہے تاکہ وہ مولوی ثناء اللہ کو آپ کے مقابلہ میں تیس مار خاں دکھا سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مکفرین، مکذبین و معاندین علماء اسلام میں سے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیش پیش تھے۔ انہوں نے ہی آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور علماء ہند سے لکھوایا تھا۔ مگر یہ گرد گھنٹال کسی بات کے فیصلہ کے لئے بار بار کے چیلنجوں کے باوجود آپ کے مقابلہ پر نہ نکلے اور ہمیشہ فرار کی راہ اختیار کی اور اپنی ناؤ ڈبو لی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی وہ شخص تھا جس نے حضرت اقدس کی کتاب براہین احمدیہ پر دو صد صفحات کا ریویو شائع کر کے اسے بے نظیر تابع اسلام قرار دیا تھا مگر بعد میں اوّل المکفرین ثابت ہوئے۔ اور یہ بڑھ بکنے کہ میں نے ہی اسے بڑھایا تھا اور میں ہی اسے گرا دوں گا حضرت اقدس کے الہام انی مهين من اراد اهانتك کا مصداق بن کر ذلیل و خوار ہو گیا۔ اور ابو جہل و فرعون کی طرح دوسروں کے لئے عبرت کا سامان چھوڑ گیا۔

ندوی صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی خلافِ واقعہ پیش پیش اور نمایاں مخالفت کی تمہید باندھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والے اشتہار میں سے صرف ایک حصہ کو نقل کیا ہے اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ حضور ان کی زندگی میں فوت ہو گئے۔

مولوی ثناء اللہ کے متعلق حضور کی پیشگوئی

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۳۷ پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ۔

"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہو گئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے"

مگر مولوی صاحب اس کے لئے کبھی آمادہ نہ ہوئے۔ اور نہ کبھی یہ اعلان کیا کہ میں اس طرح کا مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ جو دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جائے۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ اور اعلان

حضور نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والا جو اعلان فرمایا ہے مولوی ندوی صاحب نے اسے پورا نقل نہیں کیا۔ بلکہ اس کے بعض ضروری حصے حذف کر دئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے اس کا وہ جواب جو مولوی ثناء اللہ کی طرف سے اس کے ساتھ شائع کیا گیا تھا درج کتاب نہیں کیا۔ اس سے مولوی صاحب کی نیت اور دیانتداری ظاہر ہے اس جگہ ہم حضرت اقدس کا پورا اعلان اور مولوی ثناء اللہ کا جواب قارئین کے لئے درج کر دیتے ہیں۔ حضور نے تحریر فرمایا :-

حضور کی طرف سے دعائے مباہلہ

"بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ اور اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے۔ تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔ آمین۔

مولوی ثناء اللہ کو اختیار اور ان کیلئے دو دھاری تلوار

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ اس تمام مضمون کو اپنے

پرچہ میں جواب دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ مرقومہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء

یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ہجری

مولوی ندوی صاحب نے اس اعلان کی آخری تین سطور کو بھی ترک کر دیا ہے۔ یہ سطور نہایت ضروری ہیں۔ کیونکہ اس دعائے مباہلہ میں حضرت اقدسؑ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دونوں اختیار دئے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ بھی اس بات پر آمادہ ہو کر اس مقابلہ و مباہلہ میں اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔ دعائے مباہلہ اپنی طرف سے شائع کریں۔ دوم اگر وہ اس پہلو کو اختیار نہ کرنا چاہیں تو عدم مباہلہ کی صورت میں وہی اپنا پرانا مسلک درج کر دیں کہ جھوٹے کو سچے کے مقابلہ میں لمبی عمر اور ڈھیل دی جاتی ہے۔ اور سچا جھوٹے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے۔ غرض کہ حضور کی طرف سے یہ دو دھاری تلوار تھی جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے سامنے پیش کی گئی کہ دونوں پہلوؤں میں سے جسے وہ پسند کرے اسے اخبار کے ذریعہ شائع کر دے پھر خدا اس کے موافق اس سے سلوک کرے گا۔ اگر اس نے اس دعائے مباہلہ کے مقابلہ میں اپنی طرف سے دعائے مباہلہ شائع کر دی اور اس بات کو تسلیم کر لیا کہ مباہلہ میں جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہونا چاہیئے تو وہ ضرور مجھ سے پہلے مرے گا اور اگر اس نے دوسرا پہلو اختیار کیا تو خدا تعالےٰ اس کے ساتھ دوسرے کے مطابق سلوک کرے گا اور اس کا کذب ظاہر کر دے گا

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے فرار اور نامنظوری

مولوی ثناء اللہ نے مباہلہ سے فرار اختیار کر لیا

اور اپنے لئے دوسری صورت کو ترجیح دی اور دھڑلے کے ساتھ زیر عنوان "جواب" لکھا

"اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مر جائے اس جواب میں آپ نے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے

اوّل یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔ ......"

غرض کہ مولوی ثناء اللہ نے اس دعائے مباہلہ کو جو حضور نے اس کے مباہلہ کیلئے رضامندی کے اظہار کے جواب میں شائع کی تھی رد کر دیا۔ اور اسے منظور نہ کیا حالانکہ حضور نے اسے شائع کرنے کے لئے اسی غرض سے بھیجا تھا۔ کہ وہ اسے منظور کر کے اپنی طرف سے دعائے مباہلہ شائع کر کے مباہلہ کرے۔ مگر اس نے مقابلہ میں مباہلہ منظور نہ کیا اور دوسرے پہلو کو اختیار کر کے اسے فیصلہ کا طریق ٹھہرایا۔ اور نائب ایڈیٹر کی طرف سے یہ اعلان کروا دیا کہ

"آپ اس دعوے میں (کہ مباہلہ میں جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے۔ ناقل) قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ اسے خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو مَن کَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (پ ۱۶ ع ۸) اِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا (پ ۴ ع ۹) وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (پ ۱ ع ۲) تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنی ہیں کہ خدا تعالےٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیونکہ دعوے تو مسیح کرشن اور محمد احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت کَذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ"

(اخبار اہلحدیث جلد ۴ نمبر ۲۵ - ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

دیکھی آپ نے ثناء اللہ صاحب کی چال۔ پہلے تو مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کیا مگر حضور کے جواب و اعلان پر فرار کی راہ اختیار کر کے مباہلہ کے لئے نامنظوری کا اعلان کر کے دوسرے طریق کو ترجیح دی۔

مولوی ثناء اللہ کو من مانگی مہلت ملی

یہ ظاہر ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ دعائے مباہلہ اپنی طرف سے شائع کرتا تو مباہلہ ہو جاتا اور وہ آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا جس طرح آنحضرت صلعم نے اہل نجران کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر وہ مباہلہ کر لیتے تو ضرور ہلاک ہو جاتے یہ نہیں فرمایا کہ مباہلہ کے بعد ان کو مہلت دی جاتی۔

مگر انہوں نے اپنا بچاؤ گریز ہی میں سمجھا۔ اور خاموش رہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے مباہلہ کی طرف سے روگردانی کر کے عدم مباہلہ کی صورت میں اپنے لئے ڈھیل کو ترجیح دی۔ سو خدا تعالےٰ نے اس کا من مانا فیصلہ اس پر نافذ کر دیا اور اس کو اس کا شکار بنا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے آپ کے بعد چالیس سال تک مزید مخالفت کرنے اور حضور کی ترقی دیکھنے کے لئے مہلت دی اور اس طرح حضور کی صداقت اور اس کا کذب دنیا پر ثابت کر دیا۔ دس ہزار روپے انعامی اعجاز احمدی کے مقابلہ اور مباہلہ سے فرار اور اپنے من مانے طریق فیصلہ کا شکار ہو کر بھی ڈھیٹوں کی طرح وہ اپنے آپ کو فاتح قادیان قرار دینے سے ذرا بھی نہیں شرمایا۔ اور بار بار شائع کیا کہ میرا مباہلہ مرزا صاحب سے ہوا تھا جس میں مجھے نمایاں فتح حاصل ہوئی۔ یہ ہے چودھویں صدی کی مولویت اذا لم تستحی فاصنع ما شئت مولوی ندوی صاحب نے اس ساری حقیقت کو پردۂ اخفاء میں چھوڑ کر دنیا کو صریح دھوکا میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے شرم! شرم! مولوی ندوی صاحب نے حضور کی وفات کو ہیضہ کا نتیجہ قرار دیا ہے اور اسے آپ کے بطلان پر دلیل ٹھہرایا ہے۔ اور اس کے لئے انہوں نے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی روایت کا سہارا لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مجھے آخری وقت میں مخاطب کر کے فرمایا "میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں کی"

(قادیانیت صفحہ ۳۰)

ندوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دراصل یہ روایت غلط طور پر شائع ہو گئی ہے۔ حضرت میر صاحب بڈھے آدمی تھے۔ اور حضرت اقدسؑ کی حالت بھی ضعیف تھی ایسے وقت میں بسا اوقات مریض کے ضعف اور آواز کے دھیما ہونے کی وجہ سے مطلب صاف سنائی نہیں دیتا۔ بالکل ممکن ہے کہ حضور نے اس سے نفی کر کے ان کو تسلی دینی چاہی ہو مگر میر صاحب نے صرف وبائی ہیضہ کا لفظ تو سن لیا ہو مگر اس کی نفی کو وہ نہ سن سکے ہوں بجز اسی وقت نہ اس کے بعد ہی وبائی ہیضہ کے کوئی آثار ظاہر ہوئے۔ نہ سرکاری ڈاکٹر نے اس کی تصدیق کی اور نہ ہی کسی اور نے اسے ہیضہ تصور کیا چہ جائیکہ اسے وبائی ہیضہ سمجھا جاتا بلکہ اس بارہ میں کوئی ذکر تک نہ ہوا اور سرکاری ڈاکٹر نے آپ کی نعش ریل گاڑی کے ذریعہ پہنچانے کی اجازت دی۔ بہت سے کمزور بچے الٹی اور اسہال کا شکار ہوتے ہیں مگر کوئی حکیم یا ڈاکٹر انکی اس مرض کو ہیضہ قرار نہیں دیتا مولوی ندوی صاحب کا اعتراض تو ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم کی مرض میت کے بارہ میں عیسائیوں اور آریوں کا اعتراض ہے

پس سچ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ علماءھم شر من تحت ادیم السماء تو پوشی اور اس سے عداوت اور فتنوں کی ایجاد ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ان لوگوں نے جب تمام مسلمانوں کو آمد مسیح موعود سے قبل تکفیر کے ذریعہ سے دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے کر دینِ اسلام کی طاقت کا خاتمہ کر دیا اور اس پر خوب خوب بغلیں بجائیں تو مسیح موعود ان کا کیا لگتا ہے جو وہ ان کا لحاظ کریں

امتحان کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز"

جملہ احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسالی کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کا امتحان ۷ر اخاء ۱۳۴۷ھ ہش مطابق ۷ر اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ کتاب ۷۹ صفحات پر مشتمل ہے جو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا معرکۃ الآراء لیکچر ہے جو بیش بہا علمی اور قیمتی معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک قیمتی خزانہ ہے جس سے ہر احمدی مرد اور عورت کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ یہ کتاب موازی ۵۰ پیسے میں مکرم عبدالعظیم صاحب۔ مالک احمدیہ بکڈپو قادیان سے مل سکتی ہے ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

دوست ابھی سے اس امتحان کی تیاری شروع کر دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں۔ اور اپنے ناموں سے مع ولدیت نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ تا کہ ان کے نام ریکارڈ کئے جا سکیں۔

مبلغین کرام، امراء و صدر و سیکرٹریان تبلیغ، و نمائندگان صاحبان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے امیدواروں کی فہرست مع ولدیت مکمل کر کے جلد از جلد نظارت ہذا کو بھجوا دیں گے۔ اسی طرح جملہ لجنات اماء اللہ سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ امتحان میں شامل ہونے والی ممبرات کی فہرستوں سے جلد اطلاع دیں گی۔ اس امر کا اچھی طرح ملحوظ رکھیں کہ امیدواروں کے نام مع ولدیت و زوجیت کے اندراجات کے ساتھ مکمل فہرستیں ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین　　　　ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تحریک جدید کے السابقون الاولون

دفتر ہذا کی طرف سے نبوت تا شہادت (نومبر ۱۹۶۷ء تا اپریل ۱۹۶۸ء) پہلے چھ ماہ کے عرصہ میں چندہ تحریک جدید سو فیصدی ادا کرنے والے مجاہدین تحریک جدید کی فہرست ضمیمہ اخبار بدر مورخہ ۲۵ر جولائی میں شائع ہو چکی ہے۔ عدم گنجائش کی وجہ سے کچھ نام رہ گئے تھے وہ اب شائع کئے جا رہے ہیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دفتر سوم

آندھرا

۱۔ مکرم غلام رسول صاحب مع اہلیہ صاحبہ۔ اوکنگو ...۔۱۳
۲۔ " مخدوم پٹیل صاحب " ...۔۱۱
۳۔ " محمد مولانا صاحب ...۔۱۱
۴۔ " سید محمود علی صاحب کرنول ...۔۱۲
۵۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ محترمہ " ...۔۱۲
۶۔ " عابد حسین صاحب ...۔۱۲
۷۔ " محمد عبد العزیز صاحب ...۔۱۲
۸۔ " عظمت اللہ صاحب ...۔۱۲

علاقہ بنگال

۹۔ " میاں شہزادہ پرویز صاحب کلکتہ ...۔۲۰
۱۰۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ منشی محمد شمس الدین صاحب " ...۔۴۴
۱۱۔ مکرم فیروز الدین صاحب " ...۔۴۴
۱۲۔ " سراج الدین صاحب " ...۔۴۴
۱۳۔ " چوہدری محمود احمد صاحب تاپیا رجوڑ کس " ...۔۱۲۵
۱۴۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ " " ...۔۲۴
۱۵۔ مکرم ایاز احمد صاحب لیسر " " ...۔۲۴
۱۶۔ " چودھری منیر احمد صاحب " " " ...۔۱۰۵
۱۷۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ " " ...۔۴۴
۱۸۔ بچگان " " ...۔۴۸

علاقہ جموں و کشمیر

۱۹۔ مکرم محمد صدیق صاحب بڈر رشی نگر ...۔۱۰
۲۰۔ " بشیر احمد صاحب لون " ...۔۱۰
۲۱۔ " راج محمد صاحب ہیچہ مرگ ...۔۱۰
۲۲۔ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ جموں ...۔۲۰

علاقہ کیرالہ

۲۳۔ مکرمہ ایم جمیلہ صاحبہ کالیکٹ ۱۰۰۔۲۵
۲۴۔ مکرم ایم اے محمد اشرف صاحب ارناکلم ...۔۵۰
۲۵۔ " صدیق امیر علی صاحب موگرال
(منجانب حضرت المصلح الموعودؓ) ...۔۵۰
۲۶۔ مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ صدیق امیر علی صاحب ...۔۵۰
۲۷۔ مکرم ٹی کے ویرن کٹی صاحب کیرولائی ...۔۲۶
۲۸۔ " پو باکھو صاحب کوڈالی ...۔۱۱

علاقہ میسور

۲۹۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد فضل اللہ صاحب بنگلور ...۔۵۴
۳۰۔ " عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبد الغنی صاحب بلگام ...۔۳۰
۳۱۔ " مبارکہ بیگم صاحبہ یادگیری ...۔۱۰
۳۲۔ " امۃ النصیر صاحبہ مرحومہ " ...۔۱۱
۳۳۔ " اہلیہ صاحبہ سیٹھ نثار احمد صاحب یادگیر ...۔۱۵
۳۴۔ مکرم عبد الرحیم صاحب " ...۔۱۰
۳۵۔ " مقتدر محی الدین صاحب اٹگی نند گڑھ ...۔۱۰
۳۶۔ " عبد الرحیم صاحب شحنہ یادگیر ...۔۱۰
۳۷۔ " ناصر احمد صاحب مالا باری کاعرب ...۔۱۳

علاقہ یوپی

۳۸۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ سیٹھ بشیر الدین صاحب لکھنؤ ...۔۱۰
۳۹۔ مکرم نظام الدین صاحب عباسی شاہجہانپور ...۔۱۰
۴۰۔ " محمد حبیب الرحمٰن صاحب شکوہ آباد ...۔۱۰

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان تمام احباب اور بہنوں کو جزائے خیر بخشے۔ اور ان کے مال و اخلاص میں برکت دے۔ آمین

❖ ❖ ❖

محترم ہاشم خاں صاحب مخدوم آف ماریشس کی وفات

ماریشس سے مبلغ انچارج برادرم مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر کے خط سے یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ وہاں ہماری جماعت کے ایک بہت ہی مخلص اور انتھک کارکن محترم ہاشم خاں صاحب مخدوم بعمر ۶۹ سال وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مخدوم صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے قرب میں بلند درجات عطا فرمائے اور ہماری جماعت میں ایسے مخلص اور متقی افراد ہمیشہ بکثرت موجود رہیں۔ آمین

خاکسار محمد ابراہیم درویش قادیان

وصیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی ضروریات پر ایک مومن وارد کر کے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی زندگی کے آخری سانس تک مالی قربانی کرتے رہنے کا عہد اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے۔ آپ وقتاً فوقتاً اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ کیا آپ اس عہد کو پورا کر رہے ہیں؟ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

مصر کی نئی کتاب "المذاہب الاسلامیہ" میں جماعت احمدیہ کا ذکر

بقیہ صفحہ اوّل

بزرگانِ امت کی تشریح

اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی اس تعبیر ختم نبوت پر تاریخی اور علمی لحاظ سے غور کیا جائے۔ پہلے محققین اور فضلاء اہل علماء کے اقوال میں اگر یہ مفہوم مسلّم ہو تو اس تعبیر کو "اجماعی عقائد کے خلاف" کہنے کی جرأت نہ کی جائے۔ ہم اس جگہ بغیر کسی بحث میں پڑنے کے صرف امت مسلمہ کے چند مسلّم بزرگوں کے اقوال کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں:۔

۱۔ حضرت امام محی الدین ابن العربی تحریر فرماتے ہیں:۔

"ھٰذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی" (الفتوحات المکیۃ)

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ رسالت و نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ اب نہ رسول ہے نہ نبی۔ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو ایسی شریعت لائے جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب کوئی نبی آئے گا تو میری شریعت کے حکم کے تابع ہوگا۔"

دوسری کتاب میں ابن العربی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

"ان اللہ لطف بعبادہ فابقی لھم النبوۃ العامۃ لا تشریع فیھا"
(فصوص الحکم صفحہ ۱۴۰)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل فرما کر ان کے لئے نبوت عامہ کو باقی رکھا جس میں تشریع نہیں ہوگی"

۲۔ امام عبد الوہاب شعرانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"اعلم ان مطلق النبوۃ لم ترتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۵)

ترجمہ یاد رکھو کہ مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی۔ صرف تشریعی نبوت کا انقطاع ہوا ہے۔

۳۔ امام ملا علی القاری خاتم النبیین کے معنی یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"انّہ لا یأتی بعدہٗ نبی ینسخ ملّتہٗ ولم یکن من امتہٖ" (موضوعات کبیر صفحہ ۹۹)

ترجمہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔

۴۔ امام محمد طاہر لکھتے ہیں:۔

"ھٰذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

ترجمہ یہ بات لا نبی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ اس حدیث سے حضور کی مراد یہ تھی کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہ ہوگا۔ جو حضور کی شریعت کو منسوخ قرار دے۔

۵۔ جناب نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی لکھتے ہیں:۔

"لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا"
(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

ماہنامہ فکر و نظر کی رائے

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ختم نبوت کی جو علمی تعبیر اور دینی تفسیر جماعت احمدیہ کرتی ہے اس سے کسی کو ہزار اختلاف ہو مگر وہ اس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو ختم نبوت کا منکر قرار نہیں دے سکتا (الا الذین ظلموا) چنانچہ ماہنامہ فکر و نظر راولپنڈی کے فاضل مدیر جناب پروفیسر محمد سرور صاحب نے "اسلامی مذاہب" پر تبصرہ کے ذیل میں از راہ انصاف تحریر فرمایا ہے کہ

"جہاں تک ہم جانتے ہیں قادیانی یا احمدی جماعت اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان اجماعی عقائد میں سے صرف نوعیت نبوت کے متعلق اختلاف ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا احمدی بھی مانتے ہیں اور بقول ان کے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو جن معنوں میں نبی کہا وہ نبوت محمدی کا ایک فیض اور ظل ہے چنانچہ خود شیخ ابو زہرہ نے مرزا صاحب کا ایک اقتباس دیا ہے جو یہ ہے "اگر میں آپ کی امت میں سے نہ ہوتا اور آپ کے طریقہ کی پیروی نہ کرتا تو مکالمہ الٰہی سے مشرف نہ ہو پاتا اگرچہ میرے اعمال پہاڑوں کے برابر ہوتے اس لئے کہ نبوت محمدی کے سوا سب نبوتیں منقطع ہو چکی ہیں لہٰذا آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہ ہوگا البتہ غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں لیکن ان کا آپ کی امت میں ہونا ضروری ہے"

مرزا صاحب نے تشریعی نبوت اور غیر تشریعی نبوت کی جو تقسیم کی ہے اس سے خواہ ہمیں کتنا اختلاف ہو لیکن اس سے یہ تو ثابت نہیں کہ مرزا صاحب اور ان کے متبع احمدی رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین نہیں مانتے یا وہ توحید کے منکر ہیں یا ان کا عقیدہ قرآن اور حدیث پر نہیں۔ بلکہ جہاں تک ہم جانتے ہیں مرزا صاحب نے اپنی جماعت سے یہاں تک کہا تھا کہ وہ فقہ میں فقہ حنفی کی پابندی کریں۔

غرض نبوت کو اس طرح ماننے پر ہم انہیں متنبہ مؤول (تاویل کرنے والے) کہہ سکتے ہیں جیسا کہ مولانا آزاد مرحوم کی رائے تھی لیکن انہیں دائرہ اسلام

(ماہنامہ فکر و نظر [illegible] ۱۹۶۵ء صفحہ ۲۹۸)

بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کی بعض ناقابلِ تردید مشابہتیں

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مدراس

(یہ مضمون محترم مولوی ابوالوفا صاحب کے ایک ملیالم مضمون کی روشنی میں لکھا گیا ہے ـــ (محمد عمر)

ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹوں حضرت اسحٰق و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے دو قوموں بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل (یہود اور مسلمانوں) نے جنم لیا۔

مسلمانوں کو یہودیوں کی نسبت کئی فضائل حاصل ہیں۔ تاہم ان دونوں قوموں میں کئی مشابہتیں اور مماثلتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ خاص طور پر اس زمانہ میں یہودیوں (بنی اسرائیل) اور مسلمانوں (بنی اسمٰعیل) کے درمیان نہ صرف مذہبی، اعتقادی و اخلاقی امور بلکہ عادات و اطوار اور تہذیب و تمدن کے اعتبار سے بھی بہت سی مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ تشابہ حضرت مخبر صادق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لتتبعن من قبلکم شبراً بشبرٍ و ذراعاً بذراعٍ

کہ اے مسلمانو! تم اپنے سے قبل کے لوگوں یعنی یہود و نصاریٰ کے طور و طریق کی پوری نقل کرو گے جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے ساتھ اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اسی طرح تمہاری مشابہت ان سے ہوگی۔

اسی طرح فرمایا:۔

لیأتین علیٰ امتی کما اتیٰ علیٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل۔

جس طرح ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اسی طرح بنی اسرائیل پر جو امور اور واقعات گذرے تھے وہ سب کے سب میری اُمت پر بھی گذریں گے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کی روشنی میں چند مشابہتیں بطور مثال ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

(۱) ـــ قرآن کریم اور بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دونوں قوموں کو جسمانی و روحانی انعام و اکرام سے نوازا گیا اور دونوں ہی قوموں کی رہنمائی کے لئے خدا تعالیٰ اپنے مامور و مرسلین کو مبعوث فرماتا رہا ہے۔ جس طرح بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام افضل تھے ان کے مقابل پر بنی اسمٰعیل میں اللہ تعالیٰ نے سید ولد آدم سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کو تمام نبیوں سے افضل خاتم النبیین و خیر المرسلین بنایا۔

چنانچہ ان دونوں عظیم الشان نبیوں کی مشابہت بیان فرماتے ہوئے قرآن کریم میں آتا ہے:۔

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔

(سورۃ المزمل ع۱)

یعنی اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول (حضرت محمد صلعم) بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو بھیجا تھا۔

توریت بھی یہی کہتی ہے کہ:۔

"میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔" (استثناء $\frac{18}{18}$)

یعنی خدا ان کے لئے (یعنی بنی اسرائیل کے لئے) ان ہی کے بھائیوں میں سے (یعنی بنی اسمٰعیل میں سے) تیری مانند (یعنی حضرت موسیٰ کی مانند) ایک نبی مبعوث فرمائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب (توراۃ) بنی اسرائیل کے لئے ایک خاص مدت تک کیلئے ہدایت و رہنمائی کی موجب تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثم اٰتینا موسی الکتٰب تماماً علی الذی احسن و تفصیلاً لکل شیء (الانعام ع۱۹)

"جس نے نیکی کو اختیار کیا ہے اس پر نعمت کو پورا کرنے اور ہر ایک امر کی وضاحت کرنے کے لئے ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی۔"

اسی طرح حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر جو بابرکت کتاب نازل ہوئی تھی یعنی قرآن کریم وہ قیامت تک کے لئے سارے عالم کی رہنمائی اور ہدایت کی موجب ہے۔ اور آخری و کامل شریعت ہے۔

(۲) بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ کنعان کا علاقہ (فلسطین) حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے خدائی عہد کو ماننے والوں کے لئے عطا کردہ موعود علاقہ ہے۔ چنانچہ بائیبل کہتی ہے:۔

"میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے گی اور میں ان کا خدا ہوں گا۔ پھر خدا نے ابراہیم سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اُسے مانے۔

(پیدائش باب ۱۷ آیۃ ۸، ۹)

بنی اسرائیل نے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کی ایک کڑی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ۱۳۰۰ سال تک سوائے چند مستثنیات کے اس موعود زمین (فلسطین) میں بود و باش اختیار کی اسی طرح بنی اسمٰعیل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری کڑی ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ۱۳۰۰ سال تک سوائے مخصوص وقفوں کے بود و باش اختیار کرتے اور حکومت چلاتے رہے۔

(۳) بنی اسرائیل کو فلسطین میں اقتدار حاصل ہونے کے چند صدیوں بعد ان کی اختلافات کشیدگی اور نااتفاقی پیدا ہوئی۔ اس سے یہ مملکت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک حصہ اسرائیل (شمالی فلسطین) کہلایا جس کا دار السلطنت سامریہ تھا۔ اور دوسرا حصہ یہودیہ (جنوبی فلسطین) پکارا گیا جس کا دار السلطنت یروشلم بن گیا۔

نیز اس قوم کے اندر مختلف قسم کی گمراہیاں اور بدعنوانیاں پائی جانے لگیں جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کا قہر ان میں نازل ہوا۔ مملکت اسرائیل (شمالی فلسطین) کو شام والوں نے اور بعد میں مملکت یہودیہ کو (جنوبی فلسطین) بابلیوں نے حملہ کر کے تباہ کر دیا۔ وہاں کے سینکڑوں باشندے قید میں رکھے گئے اور ہزاروں ملک بدر کر دیئے گئے۔ بعد میں اسرائیلیوں نے اپنے قصوروں اور گناہوں کی اصلاح کی۔ اس کے نتیجہ میں ایک صدی کے بعد یعنی چھٹی صدی قبل مسیح میں دوبارہ فلسطین میں آکر آباد ہوئے۔

اسی طرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سینکڑوں سال کے بعد مسلمان بھی دنیا کی طرف راغب ہو گئے۔ اور روحانی لحاظ سے تنزل اور انحطاط کا شکار ہو گئے تو ان پر بھی اسی طرح کا قہر نازل ہوا۔ اور وہ مختلف قسم کی بلاؤں کے وارث بن گئے جن حالات سے یہودی دوچار ہوئے تھے۔

سب سے پہلے صلیبی جنگوں اور تاتاریوں کے خطرناک حملوں سے مسلمان شکار ہو گئے۔ اور لاکھوں کی تعداد میں قتل کئے گئے۔ صلیبی جنگوں کی وجہ سے ایک صدی تک فلسطین سے انہیں محروم ہو جانا پڑا۔ یعنی ۱۰۹۹ء سے ۱۱۸۷ء بمطابق ۴۹۲ھ تا ۵۸۳ھ تک۔

جب مسلمانوں نے اپنی غلط کاریوں اور بُری زندگیوں سے توبہ کی اور اپنے اندر اصلاح پیدا کی تو خدا تعالیٰ نے انہیں دوبارہ فلسطین کا وارث بنایا۔

(۴) ـــ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال کے بعد توراۃ کی تصدیق کرنے اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی خاطر یہودیوں میں ان کے موعود مسیح بن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔

لیکن سوائے ایک قلیل جماعت کے یہودیوں نے آپ کا انکار کیا اور آپ کی

جان کے درپے ہو گئے۔

اسی طرح سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سو سال کے بعد امت محمدیہ میں آپ کے مسیح موعود بن کر اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا سامان لے کر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے قبول کیا۔ جبکہ اکثریت نے انکار کر دیا۔ اور آپ کے دعوے کی صداقت کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا رہے۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے مامور من اللہ اور مسیح ہونے کا دعویٰ فرمایا تو اس وقت آپ کے مکفرین نے یہ عذر پیش کیا تھا کہ مسیح کی آمد سے قبل ایلیا نبی (الیاس علیہ السلام) کا آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے چونکہ ابھی تک ان کا نزول نہیں ہوا اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام نعوذ باللہ اپنے دعوے میں کاذب ہیں۔

ان کے اس عذر کے جواب میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے یہ جواب دیا تھا کہ ایلیا کے نزول سے بجسدہ آپ ہی کا آسمان سے اترنا مقصود نہیں بلکہ آپ کی مشابہت رکھنے والے دوسرے شخص کا آنا مراد ہے جیسے یحییٰ یوحنا نبی علیہ السلام کے روپ میں آچکے اس طرح یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے اس جواب سے آپ کے مخالفین مطمئن ہونے کی بجائے مخالفت اور استہزاء میں اور بھی ترقی کر گئے حتی کہ آج تک یہودیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ایلیا اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں ان کے آسمان سے نازل ہونے کے بعد مسیح کا ظہور ہوگا

اسی طرح مسیح محمدی حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی تکذیب اور انکار کرنے والے بھی اسی عذر پر قائم ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ خود ہی بجسمہ عنصری آسمان سے اتریں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو قبول کرنے میں سب سے بڑی روک یہی عقیدہ حیات مسیح فی السماء و زندہ مع الجسم العنصری ہے۔

(۶) مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم کے آسمان سے اترنے سے قبل زمین سے امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اس طرح زمین و آسمان سے ظاہر اور نازل ہونے والے دو الگ الگ شخصیتوں کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ یہودی بھی اسی طرح دو الگ شخصیتوں کے یعنی آسمان سے ایلیا اور زمین سے مسیح کے آنے کے انتظار میں ہیں۔

یہ دونوں گروہ ظاہری طور پر ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے پر مصر ہیں۔ حضرت ایلیاء کے آسمان پر بجسدہ العنصری چلے جانے اور وہاں بود و باش اختیار کرنے اور وہاں سے اسی طرح اتر آنے کے عقیدہ کا بطلان ان دونوں قوموں کے خیال میں آہی نہیں سکتا۔

(۷) اسرائیلی مسیح کے منکرین نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے خلاف جو اعتراضات کئے تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ پیشگوئیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح تخت داؤدی کو دوبارہ لانے والا ہوگا لیکن حضرت مسیح کو کوئی اقتدار اور حکومت حاصل نہیں۔ اس لئے وہ نعوذ باللہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں۔

مہدی مسیح پر بھی نام نہاد مسلمین کی طرف سے یہی اعتراض اٹھایا گیا تھا یعنی آنے والے مسیح موعود کو اقتدار و حکومت حاصل ہو گی۔ اور وہ دنیا میں آکر تمام کافروں کا قتل عام کریں گے۔ اور ان کا قلع قمع کریں گے لیکن اس کے بر خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مسیح ناصری کی طرح صلح و امن کا پیغام لے کر آئے ہیں۔

(۸) اسرائیلی مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک غیر ملکی حکومت (رومی سلطنت) کے ماتحت زندگی گذارنی پڑی تھی کیونکہ اس وقت فلسطین رومی سلطنت کے قبضہ میں تھا۔ آپ اس حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے اور کسی قسم کا علم بغاوت بلند کئے بغیر زندگی گذارتے رہے۔

اسی طرح محمدی مسیح حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو بھی ایک غیر ملکی اقتدار یعنی برطانوی حکومت کے ماتحت زندہ رہنا پڑا آپ نے بھی موجود الوقت حکومت کی مخالفت نہیں کی۔

(۹) اسرائیلی مسیح کے خلاف یہودیوں نے یہ الزام لگایا تھا کہ رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کی تحریک کرتے رہے تھے اور اس طرح اپنا اقتدار قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الزام کی پُر زور تردید کی اور آپ کی بے گناہی کو ثابت فرمایا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف علماء نے عیسائی پادریوں کے دوش بدوش کھڑے ہو کر یہی الزام لگایا تھا کہ آپ برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کی تحریک کرتا اور ان کی تباہی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح آپ کے خلاف حکومت وقت کو اکسانا چاہا۔

حضرت مسیح محمدی علیہ السلام نے حضرت مسیح موسوی علیہ السلام کی طرح اس الزام کی پُر زور تردید کی اور ثابت فرمایا کہ رائج الوقت حکومت کے خلاف بغاوت کرنا اسلامی نظریات اور اس کی تعلیمات کی رو سے غلط ہے

(۱۰) یہودی علماء نے حضرت مسیح کے خلاف کفر کا فتویٰ اور سزائے قتل کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی طرح اس زمانہ کے علماء اسلام نے بھی حضرت مہدی مسیح علیہ السلام کے خلاف کفر کا فتویٰ لگا کر آپ کو دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل قرار دیا۔

(۱۱) یہودی علماء نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے خلاف جھوٹے الزامات لگا کر آپ کو صلیبی موت کے ذریعہ قتل کرنے کی ناکام کوشش اور سازشیں کی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس مقدس انسان کو صلیبی موت سے نجات دی اور معجزانہ طور پر صلیب سے زندہ اتار لیا

اسی طرح حضرت احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بھی طرح طرح کے جھوٹے مقدمات کے ساتھ اقدام قتل کا مقدمہ بھی دائر کیا گیا اور اپنی طرف سے آپ کو پھانسی دلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو ہر آن اپنے حفظ و امان میں رکھا اور دشمنوں کو اپنی تمام تر کوششوں اور سازشوں میں ناکام و نامراد رکھا۔

(۱۲) یہودی علماء نے حضرت مسیح ناصری کو رومی عدالت پیلاطوس کے روبرو ایک مجرم کی حیثیت سے پیش کیا تھا لیکن اس انصاف پسند جج نے آپ کو بیگناہ اور بے قصور ہی ٹھہرایا تھا مگر زیادہ جرأت مند ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ آخر میں اُسے یہودی علماء کے سامنے جھک جانا پڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفوں نے آپ پر قتل کا مقدمہ ایک انگریز جج کیپٹن ڈگلس کی عدالت میں دائر کیا۔ لیکن اس جرأت مند منصف مزاج جج نے حقائق کی روشنی میں آپ کو بے قصور ثابت کرتے ہوئے باعزت بری کر دیا۔

(۱۳) صلیبی واقعہ کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فلسطین سے مشرقی علاقوں میں ہجرت فرمائی۔ حضرت مسیح کی جدائی کے ٹھیک ۴۰ سال بعد سنہ ۷۰ء میں یہود کو ان کے اس ظلم عظیم اور تکفیر و تکذیب کی بھرپور سزا ملی اور ٹائیٹس رومی کے ذریعہ یہود کی عبرتناک تباہی عمل میں آئی۔

اس سے ملتے جلتے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس زمانہ میں دہرائے جا رہے ہیں جن میں فلسطین کا مسئلہ اور ملک ہند کی تقسیم کے وقت مسلمانوں پر جو آفت پڑی وہ سب کے سامنے ہے۔

عجیب اتفاق ہے کہ یہ واقعات آپ کی وفات کے ٹھیک چالیس سال بعد رونما ہوئے ہیں۔ یہ ہولناک واقعات چشم بصیرت کے سامنے عبرت کا ایک بڑا سبق رکھتے ہیں۔ جن سے مسیح موعود اور مہدی معہود کی صداقت ثابت ہوتی ہے

(۱۴) عجیب قدرت خداوندی ہے کہ اسی مشرقی پنجاب میں احمدیوں کا مقدس اور دائمی مرکز قادیان دار الامان اور اس کے مقدس مقامات کو خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اس وقت بھی ایک ہزار کے قریب احمدی مرد و زن اور بچے وہاں نہایت امن و امان اور سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور سارے ہندوستان میں اسلام احمدیت کی تبلیغ کا کام پورے اہتمام سے ہو رہا ہے

اسی طرح فلسطین کے جبل الکرمل کے مقام میں جو اسرائیلیوں کے ماتحت ہے ایک ہزار نفوس کے قریب احمدی اب بھی آباد ہیں۔ وہاں اب بھی احمدیوں کا ایک مرکز، مسجد، مدرسہ اور تبلیغی خانہ وغیرہ قائم اور محفوظ ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں

(۱۵) پہلے یہودیوں کو فلسطین سے ملک بدر کرنے والی طاقت رومیوں کی تھی جو ایک مغربی طاقت تھی۔

اسی طرح آج فلسطین سے مسلمانوں کو ملک بدر کرنے کا موجب بھی مغربی طاقتوں کا اندرونی و بیرونی طور پر ہاتھ ہے۔

جلوۂ نور اور اہل پیغام کی بیمار آنکھ (بقیہ صفحہ نمبر ۲)

جناب چیمہ صاحب کی بیمار آنکھ کو کون دکھلائے کہ خان صاحب نے اپنے تاثرات میں وہ سب کچھ بیان کر دیا جس کے سامنے نہ مزید کسی علم و فضیلت کے ذکر کی ضرورت تھی اور نہ کسی لمبی چوڑی تقریر یا تمام کئے دلائل کی حاجت! کاش چیمہ صاحب کی بیمار آنکھ کم سے کم ان فقرات کو ہی پڑھ لیتی جو میں خان صاحب نے اس مطلوبہ حقیقت کو بڑے ہی جامع انداز میں خود ہی بیان کر دیا ہے فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدیت کا درخت ابھی پھل دے رہا ہے اور ایسی ہستیاں پیدا کرتا ہے جن کو ایک نظر دیکھ کر ہی انسان کا دل نور ایمان سے پُر ہو جاتا ہے۔"

یہی نہیں بلکہ خان صاحب نے تو آگے چل کر یہاں تک بیان کر دیا کہ

"موجودہ دور کے انسان کو ایک زندہ خدا کی تلاش ہے اور حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے مقدس چہرے پر ایک نظر ڈالنے سے انسان محسوس کرتا ہے کہ زندہ خدا موجود ہے۔"

فرمایئے چیمہ صاحب! کونسی بات رہ گئی جس کی آپ کو تلاش ہے!! حقیقت یہ ہے کہ انسان کو کسی چیز کی اصل ضرورت ہے وہ تو دل میں نور ایمان پیدا ہو جانا ہے اور ظاہر ہے کہ نور ایمان کی یہ نعمت کسی روحانی شخصیت کے محض نورانی چہرہ پر مطلق نظر ڈالنے سے ہی حاصل ہو جائے تو بتایئے اس کے بعد وہ کونسا علم اور فضیلت ہے جس کی کمی رہ گئی تھی! کیا اس حقیقت کو تمام جہان نے تسلیم نہیں کیا کہ ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیاء ٭ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور شاعر مشرق نے بھی کہا ہے ؎

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جناب چیمہ صاحب! سچی بات وہی ہے جو خان صاحب نے خلاصۃً بیان کر دی ہے۔ اور یہی تو شجر احمدیت کے حیات بخش ثمرات کا امتیازی شان ہے۔ یہ نورانی چہرے کی ہی تو جھلک تھی جس نے حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں لا گرایا۔ اور اسی نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کو آپ کا والہ و شیدا بنا دیا اور دل میں ایسا نور ایمان پیدا کر دیا کہ جان عزیز تک قربان کر دی رحمہم ما قال المسیح الموعود فی حقہ ؎

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار ٭ دشت پُر خار و بلایش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم ٭ ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

دکھو یہ بنے لاکھوں کوس کا فاصلہ ہے کانٹوں کے جنگل ہیں اور ان میں لاکھوں بلائیں موجود ہیں۔ اس شیخ عجم (حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب) کی جرأت ایمانی دیکھو کہ اس سارے بیابان کو جانی قربانی دے کر ایک ہی قدم سے طے کر لیا!!)

یہی وہ روحانی نظارہ تھا جس کی بنا پر حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت سے بھی پہلے کہہ دیا تھا

ع تم مسیحا بنو خدا کے لئے

افسوس! آپ لوگ جب اس نعمت سے محروم ہیں اور اس لذت سے بے بہرہ ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم آپ کو اس کا قائل کر سکیں ہاں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کی آنکھیں روشن کرے اور احمدیت کی اس زبردست زندہ صداقت کو ابھی آپ پر کھول دے ——!!

——(۳)——

خان صاحب کے پُر عقیدت تاثرات پر لا یعنی حاسدانہ تنقید کے بعد جناب چیمہ صاحب اپنی عادت سے مجبور ہو کر استدلال انگریزی کے رنگ میں خان صاحب پر اس بُری طرح برسے ہیں کہ اپنی دلی کینہ سے ان کی اعداء کو انبغض و عناد اور چھپی ہوئی اصل بیماری تمام قرطاس پر کر کے خان صاحب کے سوال تک میں بھی طرح ظاہر کر گئی لکھتے ہیں:-

"ہم پوچھتے ہیں خان صاحب! جس افق سے آپ نے یہ چاند طلوع ہوتے دیکھا ہے اس افق پر کچھ سال تک آپ یہ نظارہ تو نہیں دیکھتے رہے کہ جماعت ربوہ کے تمام نکلار ..... ان دنوں امام کے سب سے عظیم الشان شاگرد کے خلاف ..... مذموم پراپیگنڈا کرتے رہے ہیں"

افسوس چیمہ صاحب حضرت امام الزمان کے کار مزعوم سب سے عظیم الشان (؟) شاگرد کو اُن سے اعتزالیوں اور حضور علیہ السلام کی واضح تعلیم کے صریحاً خلاف جماعت سے ہو کر لاہور جا بیٹھے جن کا مبائعین نے محض تعاقب کیا اور آج چیمہ صاحب کی بیمار آنکھ اسے مذموم پراپیگنڈا قرار دے رہی ہے۔ جو شخص بھی تحقیق حق کی غرض سے ان سب باتوں کا مطالعہ کرے گا اس واضح حقیقت سے کسی صورت میں انکار نہیں کر سکتا کہ:-

●—— مولوی محمد علی صاحب ہی تھے جنہوں نے قادیان کے مقدس مرکز کو محض اپنی ذاتی اغراض کے لئے چھوڑا۔ حالانکہ قادیان وہ مقدس بستی ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی بہت سی بشارتیں وابستہ ہیں۔ کیا یہ سب باتیں مولوی محمد علی صاحب کے قلم کی ایک ہی جنبش سے یونہی ختم ہو جائیں گی اور خدا تعالیٰ کے وعدے نعوذ باللہ بے نتیجہ رہ جائیں گے؟

●—— یہ مولوی صاحب ہی ہیں جو نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ رسول کی اس تخت گاہ کی قدر و منزلت کو عوام کی نظروں میں کم کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے اسی طرح قادیان کی تمام موعودہ برکتوں سے اپنے متبعین کو ہمیشہ کے لئے محروم اور بے نصیب بنا دیا۔

●—— یہ مولوی محمد علی صاحب ہی ہیں جو المقدس اور دیگر شعائر قادیان کے شعائر اللہ کو چھوڑ کر اور ان کی تعظیم سے منہ موڑ کر اس تقویٰ کی نعمت سے محروم رہ گئے جو من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب سے مستفاد ہوتا ہے۔!!

●—— اس صدر انجمن احمدیہ کو چھوڑا جسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم کیا اور اس کا دائمی مرکز قادیان کو قرار دیا۔!!

●—— نہ صرف یہ کہ مولوی صاحب نے اس انجمن کو چھوڑا بلکہ اس انجمن کے مقابل پر ایک اور انجمن، انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے لاہور میں جا بنائی، پھر حضرت اقدس کی واضح تعلیمات کے برخلاف خلافت کو مٹا کر انجمن کو حضور کا جانشین قرار دیتے اور اس کا پروپیگنڈا کرتے رہے۔

●—— یہ مولوی محمد علی صاحب ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درجہ اور مرتبہ کو گھٹانے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور تا حین حیات خدا نے اس مرتبہ پر آپ کو قائم فرمایا!!

یہ ہے جناب مولوی محمد علی صاحب کے کارناموں کی ایک جھلک!! اور یہی وہ مولوی صاحب ہیں جن کو چیمہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے عظیم الشان شاگرد قرار دے رہے ہیں۔ فیا للعجب!!

تعجب کا مقام ہے کہ بات تو چلی تھی نورانی چہرے کی اور ایسے خدا نما زندہ وجودوں کی جو شجر احمدیت کا پھل ہیں۔ اور خان صاحب کی نگاہ حق شناس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو اس دور میں دنیا کے سامنے زندہ مثال کے طور پر پیش کیا اور بتایا کہ خدا تعالیٰ نے جو عظیم الشان وعدے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے تھے بحمد اللہ ان کے مطابق احمدیت کا درخت پھل دے رہا ہے۔

اب اس بحث میں مولوی محمد علی صاحب کو خواہ مخواہ بے جا طور پر داخل کرنے کی آخر کیا وجہ تھی؟ کیا اسلئے تو نہیں کہ اہل پیغام کے دلوں میں مولوی صاحب کی عظمت کو اس قدر رگڑ کر بٹھا دیا گیا ہے کہ ہر میدان میں انہیں فقط مولوی صاحب ہی کی ذات دکھائی دیتی ہے خواہ وہ کسی میدان کے نہ ہوں، ہوں کہ نہ ہوں؟

مانا کہ مولوی صاحب نے خدمت اسلام کے لئے بہت کچھ کیا اور بہت سی کتابوں کے وہ مصنف اور مرتب بھی ٹھہرے اور چیمہ صاحب نے جیسا کہ لکھا ہے ایک لمبا عرصہ تک ان کی خدمت کے معترف ہیں جن کا تاثرات لکھنے والے خان صاحب اپنے ریڈیو لائٹ بھی کسی وقت مولوی صاحب کے قائل ہیں۔ مولوی صاحب کی تصانیف بہت کچھ لکھے لکھائے ہوئے ہیں اب چیمہ صاحب پیش کر رہے ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ اس کے بعد نتیجہ کس طرح نکل آیا کہ مولوی محمد علی صاحب کوئی ایسے روحانی اور خدا نما زندہ وجود تھے جن کو دیکھ کر دنیا اس درخت کی طرف رجوع کر سکتی ہے جسے حضرت احمد علیہ السلام نے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے حکم سے لگایا۔ اور اس شجر طیبہ کا پھل قرار دیئے گئے؟

کیا مولوی صاحب نے اپنے بارہ میں کبھی ایسا دعویٰ کیا یا انکے چہرے پر روحانیت کی ایسی جھلک دیکھی گئی اور مولوی صاحب کی اس روحانی خوبی کو دوسروں کے سامنے بطور دلیل کے پیش کیا گیا؟ اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو کیا یہ بہتر نہیں کہ ناحق ایک دوسرے کے چیمہ صاحب اس قسم کی بحث میں خواہ مخواہ کی وکالت کرنے یا مٹانے کی کوشش کریں۔!! (باقی)

دورۂ مکرم مولوی سید داؤد احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

جماعتہائے احمدیہ بمبئی، آندھرا، میسور، کیرالہ و مدراس سٹیٹ

مکرم مولوی سید داؤد احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید بمبئی، آندھرا، میسور، کیرالہ و مدراس سٹیٹ کی جماعتوں میں وقف جدید کے چندہ کی وصولی و وعدہ جات میں اضافہ کی غرض سے ۵ ماہ ظہور (اگست) کو دورہ شروع کر رہے ہیں تمام عہدیداران امراء و صدر صاحبان دیگر کارکنان و احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنا تعاون پیش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ ہر جماعت میں پہنچنے سے پہلے وہ بذریعہ خط تاریخ آمد سے مطلع کرتے رہیں گے انشاء اللہ

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تعزیت کا شکریہ اور درخواست دعا

میری اہلیہ صاحبہ کی المناک وفات پر ریاست جموں و کشمیر، قادیان وغیرہ سے احباب جماعتہائے احمدیہ اور رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے کثرت سے خطوط آئے ہیں۔ اور مقامی اخبارات میں بھی تعزیتی ریزولیوشن شائع کر کے اظہار افسوس کیا گیا ہے۔ چونکہ میری طبیعت علیل ہے۔ اس لئے میں خطوط کا جواب دینے

سے قاصر ہوں اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے ۔۔۔ ۲۲